www.faizahmedowaisi.com

Fayd Ahmed
Uywaisi books

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِیمِهَا [1] یعنی اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہی ہوتا ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو مرنے سے پہلے خصوصیت سے اِنابَت وطاعَت (خدا عزوجل کی طرف رجوع ہونے) کی رغبت اور گناہوں سے نفرت اس کے دل میں القاء فرماتا ہے یعنی دنیا سے بیزار اور آخرت کا مشتاق و طالب بنا دیتا ہے یہاں تک کہ اس کا خاتمہ خیر و بھلائی پر ہوتا ہے۔ فقیر نے چند نسخے اس رسالہ میں جمع کر دیئے ہیں کوئی بندہ ِ خدا ان سب یا کسی ایک پر عمل کرے گا ان شاءاللہ خاتمہ ایمان پر ہوگا ورنہ وارثین کے لئے ضروری ہے کہ وہ سکرات کے آثار دیکھتے ہی امورِ ذیل عمل میں لائیں۔ سورۃ یٰس، سورۃ رعد، ذِکر و کلمہ طیبہ بِالجَہر (بلند آواز سے) لیکن اسے یہ نہ کہا جائے کہ کلمہ شریف پڑھ اس لئے کہ موت کی سختی سے ممکن ہے اس کے منہ سے کوئی غلط بات نکل جائے یا کہے میں نہیں پڑھتا تو مردود ہو کر مریگا۔

**معمول محبوب)** حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں جب کوئی مرتا تھا تو یہ کہا جاتا تھا۔

اللهم إغفر لفلان بن فلان وبرد عليه مضجعه ووسع عليه قبره وأعطه الراحة بعد الموت وألحقه بنبيه وتول نفسه وصعد روحه فی أرواح الصالحين واجمع بيننا وبينه فی دار تبقى فيها الصحة ويذهب عنا فيها النصب والتعب ويصلی على النبی صلى الله عليه وسلم ويكرر ذلک حتى يقبض۔ [2]

یعنی اے اللہ! فلاں بن فلاں کی مغفرت فرما اور اس کا ٹھکانہ ٹھنڈا فرما اور اس پر اس کی قبر کشادہ فرما اور بعد از موت اسے راحت عطا فرما اور اسے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگت نصیب فرما اور اسے دوست رکھ اور اس کی روح کو صالحین کی روحوں کے پاس پہنچا اور ہمیں اور اسے اس گھر میں جمع فرما جس میں صحت باقی رہے اور ہر قسم کی مشقت اور تھکاوٹ دور ہو۔ بعد ازاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جاتا اور ایسا بار بار کیا جاتا حتی کہ اس کی جان نکل جاتی۔

[1] (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الاعمال بالخواتیم وما یخاف منها، 5/2381، الحدیث: 6128، دار ابن کثیر، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[2] (شرح الصدور، مقدمة المؤلف، ص44، دار المعرفة –لبنان الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! فقیر نے انگلینڈ میں دو ماہ سے زائد گزارے۔ فارغ اوقات میں تصنیف کا مشغلہ جاری رکھا ان میں ایک رسالہ ''خاتمہ بالایمان'' بھی معرضِ تحریر میں آیا جو ہدیہ ناظرین ہے۔

## مقدمہ

کسی بھی عقلمند سے یہ مخفی نہیں کہ دنیا ایک سرائے فانی بلکہ محض ایک گذر گاہ آنی ہے منزل مقصود آگے ہے۔

| | |
|---|---|
| اقامت گاہ نتواں ساختن گلزار دنیارا | نسیم صبح گویدایں سخن آہستہ دردگوشم |

یعنی گلزار دنیا میں ٹھکانا نہیں بنایا جا سکتا یہی راز روزانہ صبح کو نسیم صبا میرے کان میں ڈالتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ''دنیا ایک پل ہے اس پر سے گذر جاؤ مگر اس پر عمارت نہ بناؤ'' یعنی منزلِ مقصود آخرت ہے اور یہ دنیاوی زندگی بمنزلہ ایک پل کے ہے جس کا پہلا کنارہ مَہد (بچے کا بستر) ہے اور آخری کنارہ لَحد (قبر) ہے اور قبر کے کچھ طور طریق اور آداب واحوال معلوم کر لینے چاہئیں اور روانگی سے پہلے وہاں کے لئے کچھ تیاری کر لی جائے تا کہ وہاں پہونچنے کے بعد لاعلمی کی وجہ سے اجنبیت محسوس نہ ہو اور تِہی دَستی اور تہی دامنی (مفلسی، غریبی) کی وجہ سے پریشانی نہ ہو

| | |
|---|---|
| گرازیں منزل بسوئے اوروم | باخبر ازراہ کوئے اوروم |
| چوں رسم بشیار وفرزانہ رسم | عاقل ودیو انہ برخانہ رسم |
| چوں بہ بندم رخت زیں فانی رباط | رفتنم باشد بغایت انبساط |

**موت کی کیفیت اور شدت)** امام غزالی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ قبضِ روح قدموں کی جانب سے شروع ہوتا ہے روح بَتَدرِیج (آہستہ آہستہ) قبض کی جاتی ہے۔ اول قدموں کی روح قبض کی جاتی ہے پھر ساقین یعنی پنڈلیوں کی پھر رانوں کی، پھر روح آ کر سینہ میں رُک جاتی ہے اس وقت آدمی کی زبان بند ہو جاتی ہے بولنے پر قدرت نہیں رہتی بعد ازاں روح حلقوم میں پہونچ جاتی ہے۔ اس وقت دنیا کا دیکھنا اور سننا سب ختم ہو جاتا ہے۔ کما قال تعالیٰ

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ۝ وَقِیۡلَ مَنۡ سکته رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الۡفِرَاقُ ۝ (پارہ ۲۹، سورۃ القیٰمۃ، آیت ۲۶ تا ۲۸)

**ترجمہ:** ہاں ہاں جب جان گلے کو پہنچ جائے گی۔ اور لوگ کہیں گے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے اور وہ سمجھ لے گا کہ یہ جدائی کی گھڑی ہے۔

وَ الْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَئِذِ نِالْمَسَاقُ ۝ (پارہ۲۹، سورۃ القیٰمۃ، آیت۲۹،۳۰)

**ترجمہ:** اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے۔

یعنی موت کی کرب و سختی سے پاؤں باہم لپٹ جائیں گے یا یہ معنی ہیں کہ دونوں پاؤں کفن میں لپیٹے جائیں گے یا یہ معنی ہیں کہ شدت پر شدت ہوگی ایک دنیا کی جدائی کی سختی اس کے ساتھ موت کی کرب یا ایک موت کی سختی اور اس کے ساتھ آخرت کی سختیاں۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب "ترجمہ شرح الصدور" میں پڑھئے۔

**انتباہ)** اس سختی کے دوران سب سے زیادہ توجہ انسان کو اپنے خاتمۃ ایمان پر رکھنا ضروری ہے۔

**خاتمہ بالخیر)** حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ " ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔[3] احادیث سے ثابت ہے کہ مومن کے موت کے وقت فرشتوں کی ایک جماعت حاضر ہوتی ہے اور مردہ ان کو دیکھتا ہے اور اُن سے اس حال میں کلام کرتا ہے اور حاضرین بھی اس کو سنتے ہیں اور جس پر حق تعالیٰ کی خاص نظر عنایت ہوتی ہے اس پر اللہ عزوجل کے انوار و تجلیات کا ورد ہوتا ہے۔

**حکایت)** ایک بی بی کا واقعہ ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اپنے بھانجے کو بلایا جو بہت بڑے عالم تھے اور پوچھا کہ اگر روح اللہ کے سامنے حاضر ہو تو کیا عرض کرے فرمایا کہ اُس وقت کا ادب یہ ہے کہ روح یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

یعنی اے اللہ تو سلام ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔بابرکت ہے تیری ذات اے جلال و اکرام والے۔

**فائدہ)** خاتمہ بالخیر بھی عطائے ایزدی (ایزد سے منسوب: خدائے تعالیٰ کا) ہے جسے نصیب ہو لیکن علمائے کرام نے چند اسباب بھی بتائے ہیں جن پر کاربند ہونے سے خاتمہ ایمان نصیب ہوتا ہے اگر چہ یہ اسباب بکثرت ہیں۔ فقیر چند نمونے پیش کرتا ہے لیکن ان سب سے اہم سنی العقیدہ ہونا ضروری ہے کیونکہ بُرے عقائد سے خاتمہ برباد ہوتا ہے اس کی تفصیل آئیگی۔ان شاءاللہ

**خاتمہ بالخیر کے روحانی نسخے)** جو شخص چاہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو تو وہ مندرجہ ذیل فقیر کے چند بتائے ہوئے نسخوں پر عمل کرے۔

**اخلاص فی العمل)** ایمان کی دولت کے ساتھ ہر نیک عمل کو خلوصِ نیک سے کرے۔

---

[3] (سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب في التلقين، 190/3، الحديث: 3116، المكتبة العصرية)

**حدیث)** ابن ابی الدنیانے ابو بکر سے روایت کیاہے کہ جب آدمی کو موت حاضر ہوتی ہے تو فرشتے سے کہاجاتا ہے کہ اس کا سر سونگھ وہ کہتاہے کہ میں اس کے سر میں قرآن پاتا ہوں کہا تو اس کے دل کو سونگھ۔ وہ کہتاہے میں اس کے دل میں روزہ پاتا ہوں۔ کہا کہ اس کے پاؤں کو سونگھ وہ کہتاہے کہ اس کے پاؤں میں قیام اللیل کو پاتاہوں کہااس نے اپنے نفس کی حفاظت کی اللہ اس کو محفوظ رکھے۔ [4] (شرح الصدور صفحہ ۳۰)

**فائدہ)** خوش قسمت ہے وہ انسان جس کے تمام اعمالِ صالحہ خلوص پر مبنی ہوں ورنہ اگر کسی ایک نیکی پر خلوص نصیب ہو گیاتو بھی بیڑا پار ہو سکتاہے۔ ذیل کی حکایت ملاحظہ ہو۔

ابو قلابہ کا بھتیجا ماجن یعنی مسخرہ تھاجب اس کی نزع کی حالت ہوئی تو ابو قلابہ عیادت کے لئے گئے رات کا وقت تھا دیکھا کہ دو کالے آدمی ہیں اُن کے ساتھ (تبر) ہے پھر چھت سے دو فرشتے اترے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دوسرے کو یہ کہتے سنا کہ اس بیمار کے پاس جاؤ اور اس کو سونگھو اور دیکھو کہ اس میں کچھ خیر بھی ہے۔ پس وہ متوجہ ہوا اور اس نے میرے بھتیجے کے سر کو سونگھا، پھر اس کا پیٹ سونگھا، پھر اس کے دونوں پیر سونگھے اور یہ کہا کہ میں نے اس کے سر کو سونگھا تو اس میں قرآن نہیں پایا اور پیٹ کو سونگھا تو اس میں روزہ نہیں پایا کہ ایک دن بھی روزہ رکھا ہو اور اس کے پاؤں کو سونگھا سو نہ پایا ایک رات بھی کھڑا رہاہو۔ پھر اس کا دوسرا صاحب آیا پس اس نے بھی اس کا سر سونگھا پھر اس کی دونوں ہتھیلیوں کو سونگھا پھر اس کے پیٹ کو سونگھا پھر اس کے دونوں پاؤں کو سونگھا۔ ابو قلابہ کہتے ہیں پھر میں نے اس کو کہتے سنا کہ بڑے تعجب کی بات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے اور ان خصلتوں میں سے کوئی خصلت اس میں نہیں پھر اس کو دیکھا اور اس کا منہ کھولا اور اس کی زبان دیکھی اور اس کی زبان کی نوک کو پکڑ کر نچوڑا پھر میں نے اس کو کہتے سنا کہ وہاں اس شخص نے انطاکیہ [5] کے میدان میں اخلاص کے ساتھ ایک تکبیر کہی تھی اس سے مشک کی خوشبو آرہی ہے پھر اس کی روح کو قبض کیا اور ان دو کالے آدمیوں سے کہاتم لوٹ جاؤ تمہارے لئے اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔ صبح کو ابو قلابہ نے تمام لوگوں کو اس کی خبر دی تمام لوگ اس کے جنازہ میں شریک ہوئے روایت کیااس کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں۔ [6] (شرح الصدور صفحہ ۳۰)

**جملہ اعمالِ صالحہ میں خلوص کی برکت)** حدیث شریف میں ہے کہ:

قال أبو ہریرۃ إذا وضع المیت فی قبرہ جاء ت أعمالہ الصالحۃ فاحتوشتہ فإن أتاہ من قبل رأسہ جاء قراء تہ للقرآن وإن أتاہ من قبل رجلیہ جاء قیامہ وإن أتاہ من قبل یدہ قالت الیدان واللہ لقد کان یبسطنی للصدقۃ والدعاء لا سبیل لکم علیہ وإن جاء من قیل فیہ جاء ذکرہ وصیامہ وکذلک تقف الصلاۃ والصبر ناحیۃ فیقول أما إنی لو رأیت خللا لکنت أنا

---

[4] (شرح الصدور، باب من یحضر المیت من الملائکۃ وغیرھم وما یراہ المحتضر الخ، ص82، دار المعرفۃ–لبنان الطبعۃ: الأولی، 1417ھ 1996م)

[5] انطاکیہ (انگریزی:Antioch،ترکی:Antakya) ترکی کے جنوب مشرقی صوبہ حطائے کا صدر مقام ہے جو بحیرۂ روم سے 20 میل دور دریائے آسی کے کنارے واقع ہے۔

[6] (شرح الصدور، باب من یحضر المیت من الملائکۃ وغیرھم وما یراہ المحتضر الخ، ص83، دار المعرفۃ–لبنان الطبعۃ: الأولی، 1417ھ 1996م)

صاحبه قال سفيان تجاحش عنه أعماله الصالحة كما يجاحش الرجل عن أخيه وأهله وولده ثم يقال له عند ذلک بارک الله لک فی مضجعک فنعم الأخلاء أخلاؤک ونعم الأصحاب أصحابک [7]

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب انسان کے پاس قبر میں عذاب آتا ہے تو جب سر کی طرف سے آتا ہے تو اس کو تلاوتِ قرآن دفع کرتی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ نماز آتی ہے اس کے دائیں سے اور روزہ بائیں سے صدقہ اور دوسرے نیک کام اور احسان جو اس نے لوگوں کے ساتھ کئے تھے اور مساجد کی طرف چلنا اس کے پیروں کی طرف سے اور صبر ایک طرف کھڑا رہتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اگر میں کوئی کمی دیکھوں گا تو میں ساتھ دوں گا اور سفیان ثوری نے کہا کہ اس سے اعمالِ صالحہ (عذاب کی) اس طرح مدافعت کرتے ہیں جیسے آدمی اپنے بھائی اور اہل و عیال سے مدافعت کرتا ہے۔ پھر اس وقت اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ برکت دے تیرے مرقد میں اور بہت ہی عمدہ ہیں یہ تیرے دوست اور عمدہ ہیں تیرے یہ ساتھی۔

**سورۃ یٰسٓ بلاناغہ روزانہ)** اس سورۃ شریف کے بیشمار فوائد و فضائل ہیں مجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اسے بلاناغہ روزانہ پڑھنے سے خاتمہ ایمان نصیب ہوتا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: مَنْ قَرَأَیٰس ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَاقْرَؤُوْهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ [8]

یعنی جو سورۃ یٰسٓ کو محض رضائے الٰہی کے لئے پڑھتا ہے اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اسے مُردوں کے پاس پڑھے۔

**تجربہ اُویسی غفرلہٗ)** مردے پر سکرات کی حالت ہو اس سورہ پاک کو بِالجَہر (بلند آواز سے) اس کے قریب وہ پڑھے جو متقی اور پرہیز گار ہو تو آسانی سے جان کنی ہوتی ہے اور مردے کو اس کی تلاوت سننے سے سکون ملتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جو روزانہ بعد نمازِ صبح پڑھ لیا کرے علاوہ دیگر فوائد کے ایک فائدہ یہی نصیب ہوگا کہ بوقت مرگ خاتمہ ایمان پر نصیب ہوگا اس کے مزید فوائد و فضائل فقیر کے رسالہ "فضائل سورۃ یٰسین" میں پڑھئے۔

**نسخہ)** اللہ تعالیٰ سے ہر وقت خاتمہ بالخیر کے لئے نہایت عجز وزاری سے دعائیں مانگتا رہے بالخصوص

| | |
|---|---|
| خدایا بحق بنی فاطمہ | کہ برقول ایمان کنی خاتمہ |
| اگر دعوتم ردکنی در قبول | من ودست دامان آل رسول |

[7] (احیاء علوم الدین، بیان سؤال منکر ونکیر وصورتهما وضغطة القبر وبقية القول فی عذاب، 503/4، دار المعرفة بیروت)

[8] (کنز العمال، کتاب الأذکار، قسم الأول، الفصل الثاني فی فضائل السور والآیات والبسملة، سورة یس، 289/1، الحدیث: 2626، دار الکتب العلمیة بیروت)

یعنی اے اللہ بنو فاطمہ کے صدقے میرا خاتمہ ایمان پر فرما اگر میری دعا رد کر یا قبول میں اور میرا ہاتھ دامنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ چھُٹے گا۔

ہر فرض نماز کے بعد الحاح (آہ وزاری) سے یہ دعا پڑھنا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸)

**ترجمہ:** اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تونے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا۔

**فائدہ)** اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے استقامت اور حسنِ خاتمہ کی درخواست کا بندہ کے لئے سرکاری مضمون نازل فرمایا ہے اور جب شاہ خود درخواست کا مضمون عطا فرمائے تو اس کی قبولیت یقینی ہوتی ہے لہٰذا اس دعا کی برکت سے استقامت اور حسنِ خاتمہ ان شاء اللہ ضرور عطا ہو گا۔

**نکتہ)** تفسیر روح المعانی سے اس آیت کے متعلق کچھ اہم نکتہ تحریر کئے جا رہے ہیں جس کے پیش نظر اس دعا کا لطف کچھ اور ہی محسوس ہو گا۔

یہاں رحمت سے مراد استقامت علی الدین ہے جیسا کہ آلوسی السید محمود بغدادی نے روح المعانی میں فرمایا کہ

وَالْمُرَادُ بِالرَّحْمَةِ الْإِحْسَانُ وَالْإِنْعَامُ مُطْلَقًا، وَقِيلَ: الْإِنْعَامُ الْمَخْصُوصُ وَهُوَ التَّوْفِيقُ لِلثَّبَاتِ عَلَى الْحَقِّ [9]

یعنی رحمت سے مراد مطلقاً احسانات اور انعامات ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد مخصوص انعام ہے اور وہ حق بات کی تصدیق کرنے کا حق ہے۔

''وَ هَبْ'' کے بعد ''لَنَا'' اور ''مِنْ لَّدُنْكَ'' دو متعلقات نازل فرما کر اصل مطلوب خاص یعنی نعمت استقامت کا کچھ فاصلہ کر دیا تاکہ بندوں کے شوق میں اضافہ ہو جیسے باپ چھوٹے بچے کو لڈو دکھا کر ہاتھ کچھ اوپر کر لیتا ہے تو بچہ شوق سے کودنے لگتا ہے یہ قدرت کا لطیف عنوان ہے۔ (روح المعانی)

لفظ ہبہ سے کیوں تعبیر فرمایا اس میں حکمت یہ ہے کہ حسنِ خاتمہ اور استقامت علی الدین دونوں نعمتیں مترادف ہیں اور لازم و ملزوم ہیں پس یہ دو عظیم الشان نعمتیں جن کی برکت سے جہنم سے نجات اور دائمی جنت عطا ہو جائے یہ ہماری محدود زندگی کے ریاضات کا صلہ ہرگز نہیں ہو سکتی تھیں اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے اپنے بندوں کو اس اہم حقیقت سے مطلع فرما دیا کہ خبردار اپنے کسی عمل کے معاوضہ کا تصور بھی نہ کرنا۔

یہ استقامت جس کو حسن خاتمہ لازم ہے یہ وہ عظیم اور غیر محدود دولت ہے جو دخولِ جنت کا سبب ہے جس کا تم کوئی معاوضہ ادا نہیں کر سکتے کیونکہ مثلاً ۸۰ برس کی نماز روزوں سے ۸۰ برس کی جنت ملنے کا قانون اور ضابطہ سے جواز ہو سکتا تھا لیکن ہمیشہ کے لئے غیر فانی حیات کے ساتھ جنت عطا ہونا اور محدود عمل پر یہ غیر محدود اجر و انعام صرف حق رابطہ اور عطائے حق ہے۔ پس لفظ ''هبه'' سے درخواست کرو کیونکہ ''هبه'' بدون معاوضہ ہوتا ہے اور ''هبه'' میں واہب اپنے غیر متناہی (بے حد و حساب) کرم سے جو چاہے دے دے۔ علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اسی نکتہ کو بیان فرماتے ہیں۔

---

[9] (تفسیر روح المعانی، آل عمران: 8، 90/3، دار إحياء التراث العربي)

وَفِي سُؤَالِ ذَلِكَ بِلَفْظِ الْهِبَةِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ ذَلِكَ مِنْهُ تَعَالَى تَفَضُّلٌ مَحْضٌ مِنْ غَيْرِ شَائِبَةٍ وُجُوبٌ عَلَيْهِ عزَّ شَأْنُهُ [10]

یعنی اس سوال میں ان الفاظ کے ساتھ اس جانب اشارہ ہے کہ بیشک یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کسی غیر کے احتمال کے بغیر اور واجب ہے اس پر۔

''اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ'' یہ معرضِ تعلیل میں ہے کہ تم کو ہم سے ہبہ (بخشش) مانگنے کا کیا حق ہے اور کیوں حق ہے کیونکہ ہم بہت بڑے داتا اور بخشش کرنے والے ہیں۔ آخر میں فرمایا ''اِنَّکَ الْوَھَّابُ'' بمعنی ''لِاَنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ'' ہے۔

**نسخہ)** جو دعا خاتمہ ایمان پر مشتمل ہو اس کی کثرت کریں بالخصوص اس دعا کا معمول بنالیں جو حدیث پاک میں ہے۔ استقامت اور حسنِ خاتمہ کے لئے کثرت سے پڑھتے رہیں۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ ، بِرَحْمَتِکَ أَسْتَغِیثُ [11]

یعنی اے زندہ حقیقی کہ جس کی برکت سے تمام کائنات کی حیات قائم ہے اور ہر ذرہ کائنات کا بقا جس کے فیض پر منحصر ہے آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔

**فائدہ)** ''یا حی'' اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے انسان نفس کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

يا حي : أي : أزلا وأبدا وحياة كل شيء به مؤبدا

یعنی حی اور قیوم میں اسم اعظم کا اثر ہے حی کے معنی ہیں جو ازل سے ابد تک حی ہو اور ہر شے کی حیات اس سے قائم ہو۔

يا قيوم : أي : قائم بذاته يقوم غيره بقدرته

یعنی قیوم وہ ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو اور تمام کائنات کو اپنی قدرتِ کاملہ سے قائم رکھنے والا ہو۔

أستغيث : أي : أطلب الإغاثة ، وأسأل الإعانة [12]

یعنی طلب کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے فریاد رسی اور اس کی اعانت کو۔

''یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ ، بِرَحْمَتِکَ أَسْتَغِیثُ'' کا ورد استقامت اور حسنِ خاتمہ کے لئے اور ہر بلا اور غم سے نجات کے لئے اکسیر ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب کوئی غم اور صدمہ اور کرب و اضطراب لاحق ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ورد کو اکثر پڑھتے تھے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

---

[10] (تفسیر روح المعانی، آل عمران:8، 90/3، دار إحياء التراث العربي)

[11] (مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات ، الفصل الثالث، 758/2، الحديث: 2454، المكتب الاسلامي بيروت ، الطبعة الثانية، 1399 ھ /1989 م ، بيروت)

[12] (مرقاة المفاتيح، كتاب الدعوات، باب الدعوات المتفرقة في الأوقات، الفصل الثالث ، 1702/4، الحديث: 2454، دار الفكر ، سنة النشر : 1422ھ/2002م)

عَنْ أَنَسٍ أن رسول اللّٰه (صلى اللّٰه عليه وسلم) كَانَ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ يَقُول: يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ۔ [13]

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب معاملہ غمگین کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے "اے زندہ، اے قائم رکھنے والے" میں تیری رحمت کے ذریعہ فریادرسی چاہتا ہوں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی مشکل آتی تو یہی یاد پڑھتے۔ یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر ایک لمحہ بھی انسان نفس کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ (پارہ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۵۳)

**ترجمہ:** بیشک نفس تو بُرائی کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔

**نسخہ)** ہر عمل صالحہ کی عادت ڈالی جائے اس لئے کہ موت کے وقت انسان دنیاوی زندگی میں عمل کرتا رہتا ہے اور وہی سامنے ہوتا ہے یہاں تک کہ اسی تصور میں ہی دمِ آخر کی روانگی ہوتی ہے۔ بارہا کا تجربہ ہے ہر دور میں ہر علاقہ میں اس طرح کے کئی واقعات سامنے آئے۔

**حکایات)** ایک صاحب قرآن شریف بہت پڑھا کرتے تھے جب نزع کا وقت ہوا تو لوگوں نے انہیں کلمہ پڑھنے کی تلقین کی تو وہ سورۃ طٰہٰ پڑھنے لگے اور اُسی کو پڑھتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

ایک مستری جب بھی کام سے فارغ ہوتا تو کہتا "لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" جب نزع طاری ہوئی تو حسبِ عادت اینٹ گارا پکاتا رہا بڑی کوشش کے باوجود کلمہ طیبہ اس کی زبان سے جاری نہ ہو سکا۔ ایک مزدور اس کا ہمراز تھا اُسنے کان میں کہا اُستاد جی کام ختم ہو گیا ہے۔ مستری سنتے ہی پڑھنے لگا "لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ"

دو بھائی تھے ایک زندگی بھر مکان کے اوپر حصے میں عبادت میں مشغول رہا دوسرے نے زندگی فسق و فجور میں گذار دی۔ ایک دن فاسق کو خیال گذرا کہ زندگی گناہوں میں گذر گئی اب تو مجھے توبہ کر کے بھائی کے ساتھ عبادت میں مشغول ہونا چاہیے۔ اسی وقت عابد بھائی کو وسوسہ شیطانی ہوا کہ زندگی عبادت میں گذاری ہے کاش دنیا کے شہوات سے کچھ حاصل ہوتا اس وسوسہ کے غلبہ سے عبادت چھوڑ کر گناہ کے ارادہ پر نیچے اترا اور اُس کا فاسق بھائی عبادت کی نیت پر مکان کے اوپر چڑھا قدرت کی شان درمیان مکان میں دونوں آمنے سامنے ہوئے تو دونوں کے پاؤں پھسلے نیچے گرتے ہی مر گئے۔ کسی نے خواب میں دیکھا کہ عابد جہنم میں ہے اور فاسق جنت میں سبب پوچھا تو جواب ملا کہ خاتمہ کا پھل کھا رہے ہیں۔

**نسخہ۔استعمالِ مسواک)** حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

---

[13] حوالہ مذکورہ

رَكْعَتَانِ بِسِوَاكٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ [14]

یعنی مسواک والے وضو سے جو نماز ادا کی جائے گی اس کا ثواب ستر گنا ان نمازوں سے افضل ہو گا جو بدُون (بغیر) مسواک والے وضو سے پڑھی جائے گی۔

سنت مسواک کی برکت سے موت کے وقت کلمہ طیبہ یاد آجائے گا۔

وَأَعْلَاهَا تَذْكِيرُ الشَّهَادَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ رَزَقَنَا اللّٰهُ بِمَنِّهِ وَكَرَمِهِ [15]

یعنی اور مسواک کی سنت کے مُنافَع (فائدے) سے موت کے وقت کلمۂ شہادت یاد آنا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے اپنے احسان و کرم سے۔ آمین

**مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ)** روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ہے کہ چھنگلیا (چھوٹی انگلی) کو مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے اوپری حصہ کے نیچے رکھے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے۔ [16] (شامی جلد ۱ صفحہ ۸۵)

مسواک کے فضائل و مسائل فقیر کے رسالہ "تریاقِ مسواک" میں پڑھئے۔

**نسخہ۔ ایمانِ موجود پر شکر کرنا)** یعنی ہر روز موجودہ ایمان پر شکر ادا کرنا اور وعدہ ہے کہ:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ ۔ (پارہ ۱۳، سورۃ ابراھیم، آیت ۷)

**ترجمہ:** اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔

**نسخہ۔ غلط نگاھی سے بچنا)** نامحرم عورت اور بیگانہ حَسین لڑکے سے غلط نظر کو محفوظ رکھنے سے خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ غلط نگاہی سے حفاظت پر حلاوتِ ایمان عطا ہونے کا وعدہ ہے اور حلاوتِ ایمان جب دل کو ایک مرتبہ عطا ہو جائے گی پھر کبھی واپس نہ لی جائے گی پس حسنِ خاتمہ کی بشارت اس عمل پر بھی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إن النظر سهم من سهام إبليس مسموم، من تركها مخافتي أبدلته إيمانا يجد حلاوته في قلبه [17]

یعنی بیشک نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے زہر میں بجھایا ہوا ایک تیر ہے جس نے میرے خوف سے اپنی نگاہ کو محفوظ رکھا اسے ایمان عطا کرونگا جس سے وہ حَلاوَت (مٹھاس، لطف، آرام، لذّت، چین) محسوس کریگا۔

---

[14] (کنز العمال، کتاب الطهارة من قسم الاقوال، باب السواک، 313/9، الحديث: 26180، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981م)

[15] (ردالمحتار، کتاب الطهارة، باب سنن الوضوء، 115/1، دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1412ھ/1992م)

[16] ایضاً

[17] (کنز العمال، کتاب الحدود من قسم الآقوال، باب في مقدمات الزنا والخلوة بالأجنبية، 328/5، الحديث: 13068، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981م)

**فائدہ)** حدیث قدسی ہے جس کی تفسیر حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ:

هذا حديث قدسي، والفرق بينه وبين القرآن أن الأول يكون بإلهام أو منام أو بواسطة ملك بالمعنى، فيعبره بلفظه وينسبه إلى ربه [18]

یعنی یہ حدیث قدسی ہے اور اس میں اور قرآن میں یہ فرق کہ یہ (یعنی حدیث قدسی) یا تو الہام کے ذریعہ یا پھر خواب میں یا پھر کسی فرشتے کے واسطے سے معنی کی صورت میں اور اس کو لفظوں سے تعبیر کیا گیا اور نسبت دی گئی اللہ تعالیٰ کی جانب۔

**استدلال)** اس حدیث سے خاتمہ ایمان پر یوں استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وقد ورد أن حلاوة الإيمان إذا دخلت قلبا لا تخرج منه أبدا [19]

یعنی اور یہ حلاوتِ ایمان کبھی واپس نہ ہوگی۔ پس اس عمل پر بھی ایمان پر خاتمہ کی بشارت ثابت ہوگئی۔

یہ دولت حسنِ خاتمہ آج کل سڑکوں پر عام تقسیم ہو رہی ہے۔ نظر کی حفاظت کیجئے اور یہ دولت حاصل کر لیجئے یعنی اکثر عورتیں اور بے حیا بے ریش لڑکے آج کل اپنے حسن و جمال کو بکاؤ مال بلکہ مفت عام لٹا رہے ہیں تم اپنی نگاہ کی حفاظت کرکے اپنی آخرت سنوارو اور اس طرح سے ان شاء اللہ خاتمہ بھی ایمان پر ہوگا۔

**نسخہ۔اذان کے بعد کی دعا:** جس کو دعائے وسیلہ بھی کہتے ہیں۔ اذان کے کلمات کا جواب دے دیجئے پھر جب اذان ختم ہو آپ درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ پڑھئے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَاءِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ

یعنی اے اس دعوتِ تام اور نماز قائم کے مالک (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور اس مقامِ محمود پر انہیں قائم فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے

اس دعا پر وعدہ ہے کہ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [20] یعنی تو وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔

یہ آخری جملہ بیہقی میں ہے: اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ [21] یعنی بے شک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

---

18) (مرقاة المفاتيح، كتاب الايمان، 94/1، الحديث: 20، دار الفكر، سنة النشر: 1422ھ/2002م)

19) (مرقاة المفاتيح، كتاب الايمان، 74/1، الحديث: 8، دار الفكر، سنة النشر: 1422ھ/2002م)

20) (صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، 222/1، الحديث: 589، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

21) (السنن الصغير للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ما يقول اذا سمع المؤذن يؤذن أو يقيم، 125/1، الحديث: 296، جامعة الدراسات الإسلامية، كراتشي باكستان)

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو اس دعا کو پڑھے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی اور جب اس دعا پر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو گی تو حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

وفيه إشارة إلى بشارة حسن الخاتمة [22]

یعنی اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت موجود ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا کیونکہ شفاعت حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کافر کو نہیں مل سکتی۔

**نسخہ۔اھل اللہ کی صحبت اختیار کرنا)** اولیاء(نیک لوگوں کی صحبت سے خاتمہ ایمان نصیب ہوتا ہے) چنانچہ بخاری شریف وغیرہ کی صحیح روایتوں سے پتہ چلتاہے کہ اس عمل مذکور سے حسنِ خاتمہ کا فیصلہ مقدر ہو جاتا ہے اور یہ خصوصیت سے احادیث میں وارد ہیں۔ نمونہ کے طور پر صرف ایک روایت ملاحظہ ہو۔

ایک شخص مجلس ذکر میں صالحین اور اہل اللہ کے مجمع میں کسی حاجت کے لئے جاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ گیا اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے ان ذاکرین کی مغفرت کا اعلان فرمایا تو ایک فرشتے نے کہا کہ مگر فلاں شخص تو کسی ضرورت سے آیا تھا اور ان میں بیٹھ گیا اور وہ خطاکار بھی ہے۔ ارشاد ہوا کہ:

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيسُهُمْ

یعنی یہ آپس میں بیٹھنے والے ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

قَدْ غَفَرْتُ [23]

یعنی میں نے ان کو بھی بخش دیا۔

**فائدہ)** حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری شرح بخاری، باب فضل ذکر اللہ عزوجل صفحہ ۲۱۳ جلد ۱۱ میں فرماتے ہیں:

وأن جليسهم يندرج معهم في جميع ما يتفضل الله تعالى به عليهم إكراما لهم [24]

تحقیق اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والا انہیں کے ساتھ درج ہو جاتا ہے۔ تمام ان نعمتوں میں جو اُن پر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے اور یہ اہل اللہ کا اکرام ہے جیسے معزز مہمان کے ساتھ ان کے ادنیٰ خدام کی بھی اعلیٰ نعمتیں ان کی خاطر دے دی (جاتی ہیں)۔

اس کے بعد یہی علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

---

[22] (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان وإجابة المؤذن، 561/2، الحديث: 659، دار الفكر، سنة النشر: 1422هـ/2002م)

[23] (صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل مجالس الذكر، 2070/4، الحديث: 2689، دار إحياء الكتب العربية)

بخاری شریف میں تھوڑے مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

(صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب فضل ذكر الله عزوجل، 2354/5، الحديث: 6045، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[24] (فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب فضل ذكر الله عز وجل، 214/11، الحديث: 6045، دار الريان للتراث، سنة النشر: 1407هـ/1986م)

أن الذكر الحاصل من بني آدم أعلى وأشرف من الذكر الحاصل من الملائكة لحصول ذكر الآدميين مع كثرة الشواغل ووجود الصوارف وصدوره في عالم الغيب بخلاف الملائكة في ذلك كله [25]

انسان کا ذکر افضل ہے ملائکہ کے ذکر سے کیونکہ انسان ہزاروں افکار اور مصروفیات میں گھرا ہوا ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتا اور ملائکہ کو ذکر کے علاوہ کوئی فکر اور مصروفیت نہیں اور ملائکہ عالمِ شہادت میں یعنی حق تعالیٰ کو دیکھ کر یاد کرتے ہیں اور انسان عالمِ غیب میں یاد کرتا ہے۔

**فائدہ)** اولیاء اللہ کی صرف ایک لمحہ کی صحبت کا یہ فائدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما لیا کہ اسے بہشت عطا فرماؤنگا اور ظاہر ہے کہ بہشت تب نصیب ہوگی جب خاتمہ ایمان پر ہوگا ورنہ سوءِ الخاتمہ (بُرے خاتمے) سے بہشت نہ ملے گی اسی لئے مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

یک زمانہ صحبت با اولیاء　　　　بہتر از صدسالہ طاعت بے ریا

یعنی ایک گھڑی اللہ والوں کی صحبت میں گزارنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

**برکاتِ اولیاء)** اللہ والوں کے حضور حاضری لمحہ کی ہو یا لمحات یا کئی دن رات کی موجب نجات ہے یہاں تک کہ کفر بھی بندش ٹوٹ کر دائرہ اسلام میں داخل کر کے نجات سے بہرہ ور فرماتی ہے جیسے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دھوبی کا قصہ شاہد کافی ہے۔

**نسخہ۔حب درویشاں)** حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تین خصلتیں ہونگی وہ ایمان کی حلاوت (لذّت) پائیگا۔

(۱) جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام کائنات سے محبوب ہوں۔

(۲) جو کسی بندہ سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے۔

(۳) اور جو ایمان عطا ہونے کے بعد کفر میں جانا اتنا ناگوار سمجھے جیسا کہ آگ میں جانا۔ [26] (مشکوٰۃ وغیرہ)

**فائدہ)** ایمان پر خاتمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے محبت کرنا ایک عظیم ذریعہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ محبت اللہ والوں ہی کے ساتھ اعلیٰ اور کامل درجہ کی ہوتی ہے پس اس کا کامل نسخہ کسی اللہ والے سے محبت کرنا ہے۔

**فائدہ)** حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۷۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایمان کی حلاوت جب ایک مرتبہ عطا ہو جاتی ہے تو کبھی واپس نہیں لی جاتی (یہ شاہی عطیہ ہے شاہ کریم عطیہ دے کر کبھی واپس نہیں لیا کرتا) پس اللہ والوں کی محبت سے حلاوتِ ایمانی کا عطا ہونا اور اس پر حسنِ خاتمہ کا عطا ہونا نہایت واضح ہو گیا۔ [27]

**حبِ اولیاء کے لئے پانچ شرطیں)** حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مَحبت خالص جب ہوتی ہے کہ:

---

[25] (فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب فضل ذكر الله عز وجل، 214/11، الحديث: 6045، دار الريان للتراث، سنة النشر: 1407هـ/1986م)

[26] (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، الفصل الأول، 10/1، الحديث: 8-(7)، المكتب الاسلامي بيروت، الطبعة الثانية، 1399 هـ/1989م، بيروت)

[27] (مرقاة المفاتيح، كتاب الايمان، 74/1، الحديث: 8، دار الفكر، سنة النشر: 1422هـ/2002م)

لا يحبه لغرض وعرض وعوض ، ولا يشوب محبته حظ دنيوي ولا أمر بشري [28]

یعنی یہ محبت غرض سے نہ ہو، معاوضہ مطلوب نہ ہو، سامانِ دنیوی مطلوب نہ ہو، دنیوی لطف مطلوب نہ ہو، بشری تقاضے سے پاک ہو۔

## حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات)

استلذاذ الطاعات وإيثارها على جميع الشهوات والمستلذات وتحمل المشاق في مرضاة الله ورسوله ، وتجرع المرارات في المصيبات ، والرضا بالقضاء في جميع الحالات [29]

یعنی عبادات میں لذّت ملتی ہے، خواہشات پر طاعات (بندگی، عبادات) کو ترجیح دیتا ہے، اپنے اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو راضی کرنے میں ہر تکلیف کو برداشت کرتا ہے، ہر مصیبت میں صبر و رضا کا گھونٹ پی لیتا ہے، ہر حال میں اپنے مولیٰ کی قضا (حکم) پر راضی رہتا ہے اعتراض اور شکایت نہیں کرتا نہ زبان سے نہ قلب میں۔

**فائدہ)** دورِ حاضرہ میں یہ باتیں کالعنقاء (ختم) ہوتی جا رہی ہیں لیکن کسی سنّی نیک آدمی یا سنّی عالم باعمل کی صحبت جس میں کوئی دنیوی غرض سامنے نہ ہو تو حلاوت ایمان نصیب ہوتی ہے اولیائے کاملین علیہم الرضوان کے مزارات کی حاضری اور وہاں جاکر چند لمحات (گھنٹہ دو گھنٹے) قرآن خوانی اور نوافل اور درود شریف میں مشغول رہنے سے حلاوتِ ایمانی میں اضافہ ہوتا ہے۔

گھر میں رہ کر بعض اوقات صرف یادِ الٰہی اور نوافل اور قرآن و درود خوانی کے لئے مخصوص کرے اور اپنی زندگی کا معمول بنالے ان شاء اللہ حلاوت ہی حلاوت نصیب ہوگی۔

**حب محبوبانِ خدا کا فائدہ)** دولتِ اسلام نصیب ہوگی اگر غیر مسلم ہے اگر مسلمان ہے تو ان کی محبت کی برکت سے ''خروج عن الاسلام'' کا احتمال نہیں رہتا خواہ فسق و فجور ہو جائے مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا مردودیت تک نوبت نہیں پہنچتی برعکس اس کے ہزاروں برس کی عبادت شیطان کو مردود ہونے سے نہ روک سکی۔ شیخ عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

حب درویشاں کلید جنت است　　　دشمن ایشاں سزائے لعنت است

یعنی محبوبانِ خدا کی مَحبت جنت کی کنجی ہے ان کا دشمن لعنت کا مستحق ہے۔

حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ وہ ایک قوم سے مَحبت کرتا ہے لیکن ان سے ملاقات نہیں کر سکا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ'' [30] یعنی جس کو جس سے مَحبت ہوگی قیامت میں وہ اسی کے ساتھ اُٹھے گا۔

---

[28] ایضاً

[29] (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، 74/1، الحدیث: 8، دار الفکر، سنۃ النشر: 1422ھ/2002م)

[30] (المعجم الکبیر للطبرانی، باب الصاد، ذکر صفوان بن عسال المرادی، 74/8، الحدیث: 7371، مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ)

ایک اعرابی حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر عرض گزار ہوا(ساعۃ) قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟'' تیرے پاس اس کا سامان کیا کیا ہے؟ عرض کیا ''حُبَّ اللّٰهِ وَ رَسُولِهٖ'' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا ''أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ'' [31] قیامت میں تجھے اپنے محبوب کی رَفاقت (ساتھ) نصیب ہو گی۔

نجات کا سامان صرف محبتِ الٰہی و الفتِ نبوی ہے کیونکہ

اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

**فائدہ)** ان دو حدیثوں سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام و اولیاءِ کرام علیہم الرضوان کی محبت نجات کی کنجی ہے۔

**نسخہ۔سلاسلِ اربعہ سے نسبت:** سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ مع اُویسیہ کے کسی بزرگ سے نسبت(مرید ہو جانا) ہو تو بھی خاتمہ ایمان نصیب ہو گا بالخصوص سلسلہ قادریہ کی تو یہ برکت ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کا دنیا میں یہ ارادہ پختہ ہو کہ میرا(غوثِ اعظم کا) مرید ہے تو قیامت میں میں(غوثِ اعظم) سنبھال لونگا۔ [32] (بہجۃ الاسرار)

**نسبت کا فائدہ)** شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید آپ کی پوستین(چمڑے کا کوٹ) کاندھے پر اُٹھائے پھرتا تھا۔ اس نے خود کہا کہ میں مرنے کے بعد یہی کہونگا کہ میں بایزید کا پوستین بردار ہوں جب میں مروں تو سن لینا۔ ایک کشف بزرگ ان کی موت کے وقت موجود تھے دفنانے کے لئے ساتھ چلے گئے۔ جب انہیں دفنایا گیا تو نکیرین کو یہی کہا کہ میں بایزید کا پوستین بردار ہوں یہ منکر نکیرین چلے گئے۔ [33] (تفسیر روح البیان وطی الفراسخ صفحہ ۲۱۲)

**قادریہ سلسلہ)** صاحب تفریح الخاطر نے بہجۃ الاسرار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت محبوبِ سبحانی، قطب ربانی، شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا مجھے ایک بہت لمبی کتاب دی گئی ہے جس میں مُصاحِبوں(دوستوں) اور قیامت تک جتنے بھی مرید ہوں گے تمام کے نام اس میں درج ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ تمام آدمی تمہارے حوالے کئے گئے ہیں۔ میں نے دوزخ کے دربان سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس دوزخ میں کوئی میرا مرید بھی ہے اُس نے کہا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اپنے رب عزوجل کے عزت و جلال کی قسم میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسے ہے جیسے زمین آسمان پر حاوی ہے۔ اگر میرا مرید اچھا نہیں تو میں تو اچھا ہوں اور مجھے اپنے پروردگار کی عزت و جلال کی قسم میں اُس کی بارگاہ سے اُس وقت تک نہ ہٹوں گا جب تک اپنے مریدوں کو جنت میں ساتھ نہ لے جاؤں گا۔ [34]

---

[31] (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من احب، 2032/4، الحدیث: 2639، دار إحیاء الکتب العربیة)

[32] (بهجة الأسرار ومعدن الأنوار، ذكر فضل أصحابه وبشراهم، ص191، دار الكتب العلمية بيروت)

[33] (روح البیان، المائدة: 124 ،95/5، دار الفکر بیروت)

[34] (بهجة الأسرار ومعدن الأنوار، ذكر فضل أصحابه وبشراهم، ص193، دار الكتب العلمية بيروت)

**وعدہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)** شیخ قطب بن اشرفی رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مزکی النفوس میں لکھا ہے کہ حضور محبوبِ سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرا مرید نیک نہ ہو تو بھی میں اُس کے لئے کافی ہوں۔ خدا عزوجل کی قسم میرا ہاتھ میرے مرید پر ہے اگر چہ میرا مرید مغرب میں ہے اور میں مشرق میں ہوں خواہ وہ کتنا ہی دور کیوں نہ ہو میرا ہاتھ اُس کے سر پر ہے اور اگر میرا مرید ننگا ہو جائے یعنی وہ کوئی خطا کر بیٹھے تو میں دور دراز سے اپنا ہاتھ لمبا کر کے اس کی خطا پر پردہ ڈال دیتا ہوں۔ اللہ عزوجل کی قسم میں قیامت کے دن دوزخ کے دروازے پر کھڑا رہوں گا حتیٰ کہ میرے سب کے سب مرید گزر جائیں گے خدا عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیرے کسی مرید کو دوزخ میں نہ ڈالوں گا پس جو کوئی اپنے آپ کو میرا مرید کہے میں اُسے قبول کر کے مریدوں میں شامل کرتا ہوں اور اس کی طرف توجہ رکھتا ہوں۔ میں نے منکر نکیر سے اس بات کا عہد لیا ہے کہ وہ میرے مریدوں کو قبر میں نہ ڈرائیں گے۔

**غوثِ اعظم جملہ گویند اہل حشر　　　ہم موافق ہم مخالف ہم مشائخ ومبدم**

یعنی اہل حشر میں تمام لوگ ہر آن کہیں گے غوثِ اعظم، غوثِ اعظم موافق بھی مخالف بھی اور مشائخ بھی۔

اسی لئے میرا اہل اسلام کو مشورہ ہے:

**سگِ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربّانی　　　کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی**

اور حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "**برمیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی**"(کتاب غوثِ اعظم)

**خاتمہ بالخیر کی علامات)** امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور میں مندرجہ ذیل خاتمہ بالخیر کی روایات نقل فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو ہر چیز میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس میں بھی۔ [35] (ابن ماجہ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن پیشانی کے پسینہ سے مرتا ہے۔(ترمذی)

**فائدہ)** اس حدیث شریف کی تفصیل ذیل کے اقوال سے ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مرنے والے میں تین علامتیں دیکھو اگر کی پیشانی پر پسینہ آئے، آنکھوں میں آنسو آئیں اور نتھے پھیل جائیں تو یہ اللہ کی رحمت ہے اور اگر وہ اس طرح آواز

[35] (شرح الصدور، باب من دنا أجله وكيفية الموت وشدته، ص36، دار المعرفة – لبنان الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

نکالے جس طرح نوجوان اونٹ جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، رنگ پھیکا پڑ جائے اور جھاگ ڈالنے لگے تو یہ اللہ کے عذاب نازل ہونے کی علامت ہے۔(نوادر الاصول، حاکم)

(۴)ابن مسعود سے روایت ہے کہ مومن کی خطاؤں میں سے اگر کوئی خطا باقی رہ جاتی ہے تو مرتے وقت پیشانی کے پسینہ سے اُس کا کفارہ کر دیا جاتا ہے بیہقی نے بھی یہی روایت علقمہ بن قیس سے کی۔(جنائز، بیہقی)

(۵)حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا علقمہ نے اسود کو وصیت کی مرتے وقت تم میرے پاس رہنا مجھے کلمے کی تلقین کرنا اور جب پیشانی پر پسینہ دیکھو تو مجھے بشارت دینا۔(مروزی)

(۶)حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بزرگانِ دین میت کے پیشانی کے پسینہ کو فالِ نیک سمجھتے تھے۔ علماءِ کرام نے فرمایا کہ پیشانی پر پسینہ کا آنا اس کی علامت ہے کہ وہ اپنے کئے ہوئے اعمال پر نادم ہے اور کافر میں حیا نہیں اسی لئے اس پر یہ علامات ظاہر نہیں ہوتیں۔ [36]

**خاتمہ)** آخرت میں موت اور بعد الموت کی چند باتیں عرض کر دوں۔

**موت کا مطلب)** لوگ سمجھتے ہیں کہ موت مٹنے کا نام ہے یہ غلط ہے بلکہ موت قلبِ مکانی کا نام ہے۔

حضرت شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا قول ہے کہ موت عدم محض اور فناء خالص کا نام نہیں بلکہ روح کا بدن سے تعلق منقطع ہونے کا نام موت ہے یا یوں کہو کہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونے کا نام موت ہے اور خاص مومن کی موت کی تعریف بعض علماء سے اس طرح منقول ہے کہ دارِ غرور سے دارِ سرور کی طرف اور دارِ مصیبت سے دارِ راحت کی طرف انتقال کا نام موت ہے۔(شرح الصدور صفحہ ۹)

قال إبن أبي شيبة في المصنف والإمام أحمد في الزهد معًا حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمة عن حبيب بن الشهيد عن الحسن قال لما خلق الله تعالى آدم وذريته قالت الملائكة إن الأرض لا تسعهم فقال إني جاعل موتا قالوا إذا لا يهنأ لهم العيش قال إني جاعل أملا

وأخرج أبو نعيم في الحلية عن مجاهد قال لما أهبط آدم عليه الصلاة والسلام إلى الأرض قال له ربه ابن للخراب ولد للفناء [37]

---

[36] حدیث 1سے 6تک اسی صفحہ پر موجود ہے۔
(شرح الصدور، باب من دنا أجله وكيفيه الموت وشدته، ص36، دار المعرفة –لبنان الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

[37] (شرح الصدور، باب بدء الموت، ص12، دار المعرفة بيروت)

یعنی ابن ابی شیبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مصنف میں اور امام احمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کتاب الزہد میں حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذُرِّیَّت (نسل، آل اولاد) کو پیدا کیا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار یہ زمین ان سب کے لئے کافی نہ ہوگی ارشاد فرمایا کہ میں موت پیدا کرنے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ موت کے تصور اور اِستِحضار (دلی لگاؤ) کے ساتھ زندگی اور عیش کی لذت باقی نہ رہے گی۔ فرمایا کہ آرزوئیں اور تمنائیں پیدا کرنے والا ہوں۔

مجاہد سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین کی طرف اتارے گئے تو اُن کے رب عزوجل نے ان سے یہ فرمایا کہ اے آدم عمارت بنا اجڑنے کے لئے اور بچے جن موت اور فنا کے لئے۔

اسی مضمون کو کسی شاعر نے کیا خوب نظم کیا ہے۔

الا یا ساکن القصر المعلی ستدفن عن قریب فی التراب

یعنی اے قصر معلی کے رہنے والے تو عنقریب مٹی میں دفن کیا جائے گا۔

له ملک ینادی کل یوم لدو اللموت وابنو للخراب

یعنی ہر روز ایک فرشتہ جو روزانہ یہ ندا دیتا ہے آہ بچے مریں گے اور تعمیرات خراب و تباہ ہوں گی۔

**موت کی صورت)** قتادہ اور مقاتل اور کلبی اور دیگر سلف سے ''خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ'' کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حیات کو گھوڑے کی شکل میں پیدا فرمایا اور موت کو مینڈھے کی شکل میں۔ [38](شرح الصدور صفحہ ۲۳)

**تفہیم)** عالم مثال میں معانی اور اعمال خاص صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور یہ اللہ کی قدرت سے بعید نہیں وہ عدم کو وجود دے سکتا ہے تو اَعرَاض (وہ اشیا جو قائم بالزات نہ ہوں اور اپنے وجود کے لئے جسم یا محل (جوہر) کی محتاج ہوں) کو جواہر بھی بنا سکتا ہے مثلاً خواب میں ایمان شہد کی شکل میں، علم دودھ کی صورت میں، ماں باپ کو چاند سورج اور بھائیوں کو ستاروں کی صورت میں دکھایا جا رہا ہے۔

**لطیفہ)** موت ایک وجودی مخلوق ہے صرف وہمی خیالی نہیں جیسا کہ مُعتَزِلَہ [39] کا عقیدہ ہے جب وہ جودی (جدا) مخلوق ہے اور ہے بھی ایک تو وہ ہر مردہ کو جانتی بھی ہے اور متعدد مقامات پر موجود بھی ہوتی ہے اسے مخالفین بھی مانتے ہیں ایسے ہی ملک الموت کا حال ہے کہ وہ ہر جگہ حاضر بھی ہے اور ناظر بھی لیکن اس عقیدہ کو مخالفین عین اسلام مانتے ہیں لیکن شرک کا فتویٰ ہے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اسے کیا کہا جائیگا۔

---

[38] (شرح الصدور، باب من دنا أجله وكيفيه الموت وشدته، ص43، دار المعرفة –لبنان الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

[39] ایک فرقہ جس کے عقائد اہل سنت وجماعت کے خلاف ہیں، اس کو عقلیت پسند فرقہ بھی کہتے ہیں جس کا بانی ایک ایرانی نژاد واصل بن عطا شاگرد خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تھا، اس کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا دنیا اور آخرت میں دیکھنا ممکن نہیں، اور نیکی خدا کی طرف سے اور بدی نفس کی طرف سے ہے، اس کے نزدیک قرآن مخلوق ہے، توحید عقلاً معلوم ہو سکتی ہے، گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ کافر ہے نہ مومن، وغیرہ وغیرہ، مامون الرشید کے عہد میں یہ سرکاری مزہب بن گیا تھا۔

**میت کا استقبال)** مروی ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کا لڑکا استقبال کرتا ہے جیسا کہ غائب کا استقبال کیا جاتا ہے۔[40] (ابن ابی الدنیا عن سعید بن المسیب)

مسند بزار میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی روح آسمان پر جاتی ہے تو ارواحِ مومنین اس کے پاس آتی ہیں اور اپنی جان پہچان والوں کا حال دریافت کرتی ہیں۔ اگر یہ مردہ کسی کی نسبت یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص تو مرچکا ہے تو وہ ارواح یہ کہتی ہے کہ وہ ہمارے پاس تو آیا نہیں۔

قال السیوطی هذا حدیث صحیح رجاله ثقات۔[41] (اتحاف جلد۱۰، صفحہ ۱۹۵)

ایک حدیث میں ہے کہ جب ارواح مومنین اس آنے والے مردہ سے دنیا کا حال پوچھتی ہے تو فرشتے ان سے یہ کہتے ہیں کہ ذرا ٹھہر جاؤ ابھی تو مصیبت اور بلا سے چھوٹ کر آیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھنا شروع کرتے ہیں کوئی بھائی کو پوچھتا ہے اور کوئی ساتھی کو۔[42] ثابت بنانی سے مروی ہے کہ جب میت مرتی ہے تو اس کے اہل و اقارب جو پہلے مرچکے ہیں وہ اس کو آکر گھیر لیتے ہیں اور اس قدر خوش ہوتے ہیں جیسا کہ گھر والے اپنے آدمی کے سفر سے واپس آنے پر خوش ہوتے ہیں۔[43] (اتحاف جلد۱۰، صفحہ ۳۹۴، ۳۹۵)

**حکایت)** مولف روض الریاحین لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبر کھلی پڑی ہے اُس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اندر سے بہت وسیع (بہت چوڑی اور پھیلی ہوئی) ہے۔ اُس میں تخت کے پایوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ پائے بہت اونچے ہیں اور ان پر ایک تخت بنا ہوا ہے جس پر ایک بزرگ آرام فرما رہے ہیں یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ دنیا والے بھی عجیب لوگ ہوتے ہیں تکبر اور آرام کی بھی حد کر دی کہ مرنے کے بعد بھی اپنے مُردوں کے لئے قبروں میں تخت بچھا جاتے ہیں۔

میری بات سن کر ان صاحب نے مجھے اُوپر بلا لیا اور اوپر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو میری والدہ ہیں میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے ان بھائیوں کا حال بھی دریافت کیا جو اُس وقت زندہ تھے اور جو اُس خواب سے پہلے مر چکے تھے اُن کے بارے میں کچھ نہ پوچھا معلوم ہوتا ہے کہ مُردوں کو دوسرے مرنے والوں کا حال معلوم ہوتا ہے ورنہ وہ مُردوں کے بارے میں بھی دریافت کرتیں۔[44]

---

[40] شرح الصدور میں یہ سعید بن جبیر سے روایت ہے۔
(شرح الصدور، باب ملاقاة الأرواح للميت إذا خرجت روحه وإجتماعهم به وسؤالهم له، ص97، دار المعرفة – لبنان الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)
(الروح في الكلام على أرواح الأموات والأحياء بالدلائل من الكتاب والسنة، المسألة الثانية وهي أن ارواح الموتى هل تتلاقي، ص19، دار الكتب العلمية بيروت)

[41] (إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين، كتاب ذكر الموت وما بعده، الشطر الأول، الباب السابع، 328/14، دار الكتب العلمية بيروت، 2016هـ)

[42] ایضاً

[43] (إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين، كتاب ذكر الموت وما بعده، الشطر الأول، الباب السابع، 326/14، دار الكتب العلمية بيروت، 2016هـ)

[44] (روض الرياحين في حكايات الصالحين، الحكاية الثالثة عشرة بعد المئة، ص203، دار الكتب العلمية بيروت)

**فائدہ)** عالم دنیا میں جسمانیت کا غلبہ ہوتا ہے اور عالم برزخ میں روحانیت کا اسی لئے جسمانی کیفیات کَالعَدَم (ناپید) ہو جاتی ہیں اسی لئے عالم برزخ میں نکاح وغیرہ نہیں البتہ آخرت میں روح اور جسم دونوں کے آثار علیٰ وجہ الکمال ظاہر ہونگے اسی لئے وہاں نکاح وغیرہ ہوگا۔

**عذابِ قبر سے نجات دینے والے اعمال)** علامہ سفارینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عذابِ قبر سے نجات کے لئے سب سے زیادہ نافع اور مفید عمل یہ ہے کہ انسان جب سونے کا ارادہ کرے تو تھوڑی دیر کے لئے چارپائی پر بیٹھ جائے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ صبح سے لے کر اس وقت آخرت کی تجارت میں کیا نفع کمایا اور کیا نقصان اُٹھایا؟ بعد ازاں سچے دل سے تمام گناہوں سے توبہ اور استغفار کرے اور یہ پختہ ارادہ کرے کہ کل آئندہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کروں گا اور کلمات توبہ و استغفار پڑھتا ہوا سو جائے پس اگر اس رات میں مرا تو توبہ پر مرے گا اور اگر بیدار ہوا تو از سر نو سرور و اِنبساط (سرور و خوشی) کے ساتھ اعمالِ صالحہ کو شروع کرے گا اور ان کلمات توبہ و استغفار کے ساتھ وہ اذکارِ ماثورہ بھی پڑھنے چاہئیں جن کے متعلق احادیث میں سوتے وقت پڑھنے کی ترغیب اور فضیلت آئی ہے (یہ تمام اذکار حصن حصین میں مذکور ہیں) (شرح العقیدۃ السفارینیہ جلد ۲ صفحہ ۱۷)

نیز جب انسان سو جاتا ہے تو فرشتے نامہ اعمال لپیٹ دیتے ہیں پس مناسب یہ ہے کہ نامہ اعمال کا خاتمہ توبہ اور استغفار پر ہو اور پھر جب صبح کو اُٹھے تو سب سے پہلے اللہ کا نام لے تا کہ سونا اور جاگنا سب اللہ ہی کے نام پر ہو۔

وَآخِرُ شَيْءٍ أَنْتَ فِي كُلِّ هَجْعَةٍ ... وَأَوَّلُ شَيْءٍ أَنْتَ وَقْتَ هُبُوبِي [45]

اور عجب نہیں کہ جب اس کا نامہ اعمال خداوند ذوالجلال کے سامنے پیش ہو تو اول و آخر کے درست ہونے کی وجہ سے درمیانی خلل سے اِغماض اور مُسامَحت (بے توجہی، در گزر) کرلی جائے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر سابق ہے اور عفوو کرم اس کے نزدیک جزاء اور انتقام سے زیادہ محبوب ہے۔

**اعمالِ مخصوصہ)** یہاں چند مخصوص اعمال عرض کردوں جن پر کاربند ہونے پر وہ قبر میں صاحبِ اعمال کے معین اور مددگار ہوتے ہیں۔

**سورۃ تبٰرک الذی پڑھنا)** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورہ ''تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ'' پڑھے وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہیگا اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اس سورۃ کو سورۃ مانعہ اور منجیہ اور مادلہ کہا کرتے تھے کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کو عذابِ قبر سے بچائے گی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی طرف سے مُجادَلَہ اور مُخاصَمَہ (جھگڑا) کرے گی اور اس بارے میں بہ کثرت احادیث آئی ہیں۔ [46]

(شرح الصدور صفحہ ۱۲۴)

**سورۃ الم، تنزیل، السجدہ پڑھنا)** خالد بن معدان تابعی سے مروی ہے کہ مجھ کو سلف سے یہ پہونچا ہے کہ سورۃ تبٰرک الذی کی طرح سورۃ الم، سجدہ بھی قبر میں مومن کی طرف سے جھگڑا کرے گی کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب کی ایک سورۃ ہوں تو میری شفاعت اس کے حق میں فرما اور اگر

---

[45] (جامع العلوم والحكم، فصل في وظائف الذكر الموظفة في اليوم والليلة، 528/2، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة: السابعة، 1422هـ 2001م)

[46] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب ما ينجي من عذاب القبر، ص185، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

(بفرضِ محال) میں تیری کتاب کی سورۃ نہیں تو مجھ کو اس سے مَحو (ناپید، غائب) کردے۔ خالد بن معدان شب میں جب تک ان دونوں سورتوں کو پڑھ نہ لیتے اس وقت تک سوتے نہیں تھے۔ ترمذی اور دارمی میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک تنزیل، سجدہ اور تبارک الذی نہ پڑھ لیتے۔ [47] (شرح الصدور صفحہ ۱۲۵)

روزانہ ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ'' سو بار پڑھنا۔

وأخرج الديلمي والخطيب في الرواة عن مالك وأبو نعيم وإبن عبد البر في التمهيد عن علي بن أبي طالب كرم الله وجهه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال في كل يوم مائة مرة لا إله إلا الله الملك الحق المبين كان له أمانًا من الفقر وأنسا في وحشة القبور وفتحت له أبواب الجنة وأخرجه الخطيب أيضا من حديث إبن عمر [48]

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزانہ ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِين'' سو مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے فَقر (محتاجی) اور تنگ دستی اور امان حاصل ہو اور قبر کی وحشت اور ظلمت میں اس کے لئے باعث اُنس (دل میں جمالِ الٰہی اور مشاہدے کا اثر) ہو اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جائیں اور اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

## شدید گرمی میں روزہ اور رات کی تاریکی میں ایک دوگانہ:

وأخرج إبن أبي الدنيا في كتاب التهجد عن السري بن مخلد أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لأبي ذر لو أردت سفرا لأعددت له عدة فكيف سفر طريق القيامة ألا أنبئك يا أبا ذر بما ينفعك ذلك اليوم قال بلى بأبي أنت وأمي قال صم يومًا شديد الحر ليوم النشور وصل ركعتين في ظلمة الليل لوحشة القبر [49]

یعنی سری بن مخلد سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر سے فرمایا کہ اگر تو دنیا کا کوئی سفر کرے تو سفر کے لئے کچھ نہ کچھ سامان ضرور کرے گا پس سفر آخرت کے لئے کیسا اور کتنا سامان چاہیے؟ اے ابوذر کیا میں تجھ کو اس چیز کی خبر نہ دوں جو تجھ کو اُس روز کام دے شدید گرمی میں روزہ رکھ قیامت کے دن کی گرمی میں تجھ کو فائدہ پہونچائے گا اور رات کی تاریکی میں کم از کم دو رکعت نماز پڑھ لیا کر قبر کی وحشت اور تنہائی میں تجھ کو کام آئیں گی۔

## مسجد میں روشنی کرنا اور خوشبو کرنا:

---

[47] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب ما ينجي من عذاب القبر، ص185، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[48] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب أحاديث الرسول صلي الله عليه وسلم في عدة أمور، ص159، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[49] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب أحاديث الرسول صلي الله عليه وسلم في عدة أمور، ص158، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

وأخرج أبو الفضل الطوسي في عيون الأخبار بسنده عن عمر مرفوعا من نور في مساجد الله نورا نور الله في قبره ومن أراح فيه رائحة طيبة أدخل الله عليه في قبره من روح الجنة [50]

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد میں روشنی کرے اللہ عزوجل اس کی قبر میں روشنی کرے گا اور جو شخص اللہ عزوجل کی مسجد میں خوشبو رکھے گا اللہ عزوجل اس کی قبر کو جنت کی خوشبو سے معطر کرے گا۔

**قرآنِ کریم)** ابن عباس اور عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ مومن کو قبر میں پڑھنے کے لئے قرآنِ کریم دے دیا جاتا ہے۔

مرفوع حدیث میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن یاد کرنا شروع کیا اور یاد کرنے سے پہلے مر گیا تو قبر میں اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس کو قرآن کی تعلیم دیتا ہے اور یاد کراتا ہے۔ [51] (شرح الصدور صفحہ ۱۲۸)

**علم اور کتب خانہ)** دیلمی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب عالم مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے علم کو اس کے لئے مُصَوَّر (نقش) اور مُشَکَّل (ایک شکل میں) کر دیتا ہے تاکہ قیامت تک اس کے لئے باعث انس ہو اور وہ علم زمین کے کیڑوں کو اس سے دفع کرتا رہتا ہے۔ [52]

ورئي الحافظ أبو العلى الهمداني في النوم بعد موته وهو في مدينة جدرانها وحيطانها كلها كتب فسئل عن ذلك فقال سألت الله أن يشغلني بالعلم كما كنت أشتغل به فأنا أشتغل بالعلم في قبري [53] (اهوال القبور، جلد۱، صفحہ ۶۸)

یعنی حافظ ابو العلاء ہمدانی کو مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ حافظ موصوف ایک ایسے عظیم الشان شہر میں ہیں کہ جس کی تمام درو دیواریں کتابیں ہی کتابیں ہیں۔ دیکھنے والے نے حافظ ابو العلاء سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے تو فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ کو دنیا کی طرح یہاں بھی علم ہی کا مَشْغَلَہ (مصروفیت) عطا فرما حق تعالیٰ نے مجھے یہ کتب خانہ عطا فرمایا پس میں اپنی قبر میں بھی علم ہی میں مشغول ہوں۔

**حکایات وواقعات)** فقیر یہاں پر چند حکایات و واقعات عرض کرتا ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں انسان پر کیا گزرتی ہے خاتمہ ایمان پر نصیب ہوا تو مزے ہی مزے ہیں۔

---

[50] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب أحاديث الرسول صلي الله عليه وسلم في عدة أمور، ص160، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[51] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب أحوال الموتى في قبورهم وأنسهم فيها وهل يصلون فيها ويقرؤون ويتزاورون ويتنعمون ويلبسون، ص190، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[52] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب أحاديث الرسول صلي الله عليه وسلم في عدة أمور، ص159، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[53] (أهوال القبور، فصل بعض أهل البرزخ يكرمه الله بأعماله الصالحة، ص42، دار الغد الجديد، المنصورة، مصر، الطبعة: الطبعة الأولى، 1426هـ/2005م)

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب أحوال الموتى في قبورهم وأنسهم فيها وهل يصلون فيها ويقرؤون ويتزاورون ويتنعمون ويلبسون، ص189، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

**خوشحال وبدحال مردے)** حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض بزرگوں سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اہل قبور کے احوال اُن پر ظاہر کردے۔ چنانچہ ایک رات ان کے لئے قبریں شق ہو گئیں انہوں نے دیکھا کہ بعض مردے سُنْدُس [54] پر، بعض حَرِیر (ریشمی کپڑے) پر، بعض دیباج [55] پر اور بعض رَیحان پر اور تختوں پر سو رہے ہیں، ان میں سے بعض رو رہے ہیں اور بعض ہنس رہے ہیں انہوں نے کہا اے رب عزوجل اگر تو چاہتا تو یہ تمام مردے اپنے مراتب کے لحاظ سے برابر ہوتے۔ یہ سن کر ایک قبر سے آواز آئی ایک شخص یہ مراتب سب اعمال کی وجہ سے ہیں سندس پر سونے والے لوگ ہیں جو اچھے اخلاق رکھتے ہیں، حریر و دیباج والے وہ لوگ ہیں جو اللہ عزوجل کی راہ میں شہید ہوئے اور ریحان پر سونے والے روزہ دار ہیں اور تختوں پر سونے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے اور رونے والے گناہگار لوگ ہیں اور ہنسنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔ [56] (روض الریاحین)

**درسِ عبرت)** مذکورہ بالا بیان کے بعد ہر مسلمان اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کہ وہ آج دنیا میں کون سے اعمال کا کاربند ہے ابھی جناب کو موت تک مہلت ہے۔ مرنے کے بعد جناب کا وہی حال ہو گا جو اوپر مذکور ہوا ابھی سے طے کر لیں کہ مرنے کے بعد خوشحالی چاہیے یا بدحالی اختیار بدست مختار۔

**پانچ قبروں کے چشم دید حالات)** منقول ہے کہ ایک جوان آدمی نہایت غمگین عبدالملک کے پاس آیا عبدالملک نے اس کے رنج و غم کی وجہ پوچھی تو غم زدہ نے کہا کہ میں اپنے گناہ کے سبب سے غمگین ہوں۔ عبدالملک نے اس سے کہا تیرا گناہ زمین و آسمان سے بڑا تو نہیں ہے؟ اس نے کہا بڑا ہے۔ پھر عبدالملک نے کہا تیرا گناہ عرش سے بڑا تو نہیں ہے؟ اس نے کہا اس سے بھی بڑا ہے۔ عبدالمالک نے کہا تیرا گناہ بڑا ہے یا اللہ کی رحمت؟ اس پر اس نوجوان نے خاموشی اختیار کی پھر عبدالملک نے پوچھا تیرا گناہ کون سا ہے؟ اُس نے بتایا کہ میں کفن چور تھا۔ پانچ قبروں کے مُردوں نے مجھے توبہ پر آمادہ کیا ان قبروں کے حالات یہ ہیں کہ میں نے ایک قبر کو جب کھودا تو اس کے مُردے کو دیکھا کہ اس کا منہ کی قبلہ کی طرف سے پھیر دیا گیا تھا اور اس کو دوسرا عذاب بھی دیا جا رہا تھا۔ میں ڈر کر وہاں سے لوٹا ہاتف غیبی نے آواز دی کہ تو اس مُردہ سے کیوں نہیں پوچھتا کہ وہ عذاب میں کس وجہ سے گرفتار ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ بات میں نہیں پوچھ سکتا چنانچہ اس ہاتف نے بتایا کہ یہ شخص نماز کو حقیر سمجھتا تھا اس لئے اس کو عذاب ہو رہا ہے۔

میں نے ایک دوسری قبر کھودی تو دیکھا کہ اس قبر کا مُردہ بالکل سور ہو گیا تھا اور طوق اور بیڑیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ میں یہ دیکھ کر ڈر سے لوٹنے لگا۔ ہاتف غیبی نے پکار کر مجھ سے کہا تو اس مردے سے عذاب کا سبب کیوں نہیں پوچھتا؟ میں نے کہا یہ سوال میری قدرت سے باہر ہے ہاتف نے کہا یہ شراب پیتا تھا اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو اُس نے حرام نہیں کیا۔

میں نے ایک تیسری قبر کھودی تو دیکھا اس کا مردہ آگ کی میخوں سے بندھا ہوا تھا اور اُس کی زبان گدی کی طرف نکلی ہوئی تھی میں ڈر کر واپس ہونے لگا تو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ میت سے اس کی وجہ کیوں نہیں پوچھتا۔ میں نے کہا سوال کی مجھ میں طاقت نہیں اُس نے کہا یہ لوگوں کے مال دبانے کی کوشش کرتا تھا۔

---

[54] ایک قسم کی نہایت ملائم اور باریک دیبا، ریشم، اطلس جو بہشتیوں کا لباس ہو گا.

[55] رنگین اور دبیز قسم کا قیمتی ریشمیں کپڑا

[56] (روض الریاحین في حکایات الصالحین، الحکایة الحادیة والستون بعد المئة ،ص179، دار الکتب العلمیة بیروت)

میں نے چوتھی قبر کھودی کہ مردہ آگ میں جل رہا تھا اور فرشتے اس کو مار رہے تھے اور وہ چیخ رہا تھا میں ڈر کر واپس ہونے لگا ہاتف غیبی نے آواز دے کر کہا تو مردہ سے اس عذاب کی وجہ کیوں نہیں پوچھتا میں نے کہا سوال کی مجھ میں قوت نہیں۔ ہاتف نے بتایا کہ یہ جھوٹا شخص تھا اور جھوٹی قسمیں کھایا کرتا تھا۔

میں نے پانچویں قبر کھودی تو دیکھا کہ فرشتے اس مردے کو آگ کے ستون سے مار رہے تھے اور مردہ خوب چلّا رہا تھا۔ میں ڈر کر واپس ہونے لگا تو ہاتف غیبی نے پکار کر کہا تو اس عذاب کا سبب کیوں نہیں پوچھتا میں نے کہا کہ میرے اندر اتنی طاقت نہیں ہے۔ پھر ہاتف نے خود بتایا کہ یہ ایک کھلَنڈرا (کھلاڑی) تھا شطرنج کھیلا کرتا تھا حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قبر کا عذاب دل، آنکھ، کان، زبان، پیٹ، شرمگا، ہاتھ، پاؤں اور سارے بدن پر گناہوں کے سبب سے ہوتا ہے اور ان اعضاء سے جو نیک کام ہوتے ہیں ان پر اجر ملتا ہے۔

**نتیجہ از اُویسی غفرلہ)** انسان مرنے کے بعد قبر میں اپنی سزا جزا خود لے کر جاتا ہے اسی لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بار بار انتباہ فرمایا کہ اعمالِ صالحہ قبر میں جانے سے پہلے زیادہ سے زیادہ کماؤ تاکہ قبر آرام اور عیش و عشرت سے گذرے اور برائیاں بالکل چھوڑ دو اگر کوئی ہوئی تو اس سے توبہ کر کے مرو ورنہ اسی طرح حال ہو گا جیسے اوپر کے پانچ قبر والوں کا حال ہے۔

**کفن چور کا آنکھوں دیکھا حال)** ایک کفن چور حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس آیا اور دعا کے بعد حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے پوچھا بیٹا تم نے اب تک کتنے کفن چوری کئے ہیں۔ جواب ملا کہ اب تک ہزار سے کچھ کم کفن چوری کئے ہیں۔ حضرت نے پھر دریافت فرمایا ان میں سے کتنے مردے قبلہ رو تھے۔ کفن چور نے جواب دیا صرف دو باقی سب کی پشت قبلہ کی طرف تھی۔ حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے دریافت کیا، یا حضرت! قبلہ کی طرف پشت کے کیا معنی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں خدا عزوجل کی رحمت سے دور رہے آخرت میں بھی ان کا یہی حال ہو گا اور جو دنیا میں خدا عزوجل کی رحمت کے امیدوار رہے وہاں بھی رحمت کے امیدوار ہوں گے اور وہ دونوں جن کا رُخ قبلہ کی جانب تھا دنیا و آخرت میں خدا عزوجل کی رحمت کے امیدوار تھے لہٰذا خدا عزوجل نے ان کو قبلہ رُو رکھا اور باقیوں کا منہ پھیر دیا۔

**درسِ عبرت)** وہ انسان جو دنیا میں زندگی گذارنے والے ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ وقت گذارتے ہیں لیکن کردار غلط ہوا تو نہ صرف عزت ملیامیٹ ہو جائیگی بلکہ ذلت کا سامنا ہو گا خون کے آنسو بہانے پڑینگے اور پُرسانِ حال (حال پوچھنے والا) بھی کوئی نہ ہو گا۔

**میت پر ہر روز اس کے ٹھکانے کا پیش کیا جانا)** ارشادِ باری تعالٰی ہے کہ وہ صبح و شام اس کے پاس لائے جاتے ہیں۔

(۱)ابن ابی شیبہ نے ہذیل سے روایت کیا کہ آلِ فرعون کی ارواح سیاہ پرندوں کے پوٹوں [57] میں صبح وشام آگ پر پیش کی جاتی ہیں۔لالکائی اور اسماعیلی اور ابن حاتم نے بھی یہی روایت کی۔ [58]

(۲) شیخین نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو اس کی اصل قیام گاہ صبح وشام قیامت تک اس پر پیش کی جاتی ہے اگر وہ اہل جنت سے ہے تو جنت اور اگر اہلِ جہنم سے ہے تو جہنم۔ قرطبی کہتے ہیں کہ جنت اس کو دکھائی جائے گی جس کو عذاب قطعاً ہوگا اور وہ جس کو عذاب ہو گا وہ جنت اور جہنم دونوں کا مشاہدہ کرے گا خواہ یک وقت ہو یا دو وقتوں میں پھر یہ پیش کیا جانا یا تو صرف روح پر ہو گا یا روح پر اور جسم کے بعض حصے پر یا روح مع الجسم پر۔ [59]

(۳)ہناد نے زہد میں اپنی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان پر قبر میں صبح وشام اس کی قیام گاہ پیش کی جاتی ہے۔ [60]

(۴) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر روز صبح وشام دو مرتبہ بلند آواز سے فرماتے رات گزری اور صبح نمودار ہوئی، فرعون کی اولاد کو جہنم میں داخل کیا جا رہا ہے اور رات کے ابتدائی حصہ میں فرماتے تھے کہ صبح گذری اور رات آگئی اور آلِ فرعون کو جہنم پر پیش کیا جاتا ہے پس جو بھی ان کی آواز سن پاتا وہ عذاب سے پناہ مانگتا۔ [61]

(۵)ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں اوزاعی سے ذکر کیا کہ اُن سے عسقلان کے ساحل پر ایک شخص نے پوچھا کہ ابو عمرو ہم کچھ سیاہ پرندوں کو سمندر سے نکلتے دیکھتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو سفید نکلتے ہیں تو آپ نے فرمایا ان پرندوں کے پوٹوں میں فرعون کی اولاد کی روحیں ہیں ان کو آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور آگ ان کے پروں کو سیاہ کر دیتی ہے۔ پھر یہ ان پروں کو گرا دیتے ہیں اور قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔ پھر قیامت کے روز کہا جائے گا کہ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ؈ [62]

## زندہ لوگوں کے اعمال کا مُردوں کے پاس کیا جانا)

---

[57] تھیلی جو پرندے کی گردن کی جڑ میں سینے کے سرے پر ہوتی ہے جہاں غذا جمع ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ سنگ دانے میں جاتی ہے۔

[58] (أهوال القبور ،الباب الخامس: في عرض منازل أهل القبور عليهم من الجنة أو النار بكرة وعشيا ،فصل بعض أهل البرزخ يكرمه الله بأعماله الصالحة،ص43، دار الغد الجديد، المنصورة، مصر، الطبعة: الطبعة الأولى، 1426هـ/2005م)

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب عرض المقعد على الميت كل يوم، ص255، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[59] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب عرض المقعد على الميت كل يوم، ص256، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[60] ایضاً

[61] ایضاً

[62] (پارہ۲۴، سورۃ المومن، آیت ۴۶) **ترجمہ:** حکم ہو گا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب عرض المقعد على الميت كل يوم، ص256، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

(۱)احمد و حکیم نے نوادر الاصول میں اور ابن مندہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اعمال تمہارے مردہ عزیز و اقارب پر پیش کئے جاتے ہیں اگر اچھا عمل ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں ورنہ وہ دعا کرتے ہیں کہ:

اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُمْ حَتّٰى تَهْدِيَهُمْ كَمَا هَدَيْتَنَا [63]

یعنی اے اللہ ان سے اس وقت تک سختی نہ کیجیو جب تک ان کو ہدایت نہ دے دے جیسے ہمیں ہدایت دی تو نے۔

(۲)ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور حکیم ترمذی نے اور ابن ابی الدنیا نے ابراہیم بن میسرہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ میں جنگ کی تو وہ قاص پر گزرے تو وہ کہہ رہے تھے کہ جب کوئی شخص صبح کو عمل کرتا ہے تو اس کے جان پہچان کے مردوں پر پیش کیا جاتا ہے اسی طرح شام کا عمل پیش کیا جاتا ہے تو حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ غور کرو کہ کیا کہتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ میں بالکل صحیح عرض کر رہا ہوں تو حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تو مجھ کو عبادہ بن صامت اور سعد بن عبادہ کے سامنے ذلیل نہ کرنا تو قاص نامی شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو امور کی ولایت سپرد فرماتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور اس کے اعمالِ حسنہ کی ثنا بیان فرماتا ہے۔ [64]

(۳)حکیم ترمذی نے اپنی نوادر میں اپنی سند سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کے روز ماں باپ پر۔ جب مُردوں کو اپنے رشتہ داروں سے کسی نیک عمل کی اطلاع ملتی ہے تو ان کے چہرے خوشی سے کھل جاتے ہیں تو اے بندگانِ خدا! اپنے رشتہ داروں کو تکلیف اور ایذا نہ دو۔ [65]

(۴)ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ایک قبر کھودنے والے نے بتایا کہ میں بنی اسد کے قبرستان میں موجود تھا کہ ایک شخص کے پکارنے کی آواز آئی کوئی قبرستان سے کہہ رہا تھا کہ یا عبد اللہ، ایک شخص دوسری قبر سے کہنے لگا پھر کہنے لگا کہ اے جابر کل تو ہمارے پاس آئے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے شخص! میرے لئے اس قبر کے پاس قبر کھودو جس سے آواز آرہی تھی میں نے نوارد سے دریافت کیا کہ کیا اس قبر والے کا نام عبد اللہ اور اس کا جابر ہے اس نے کہا کہ ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا کہ میں نے قسم کھالی تھی کہ میں اس پر نماز نہ پڑھوں گا مگر اب میں اس پر نماز پڑھوں گا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کروں گا۔ [66]

(۵)ابو نعیم نے ابو مسعود سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ تم ان لوگوں کے ساتھ رحمدلی سے پیش آؤ جن سے تمہارے والد اچھا سلوک کیا کرتے تھے۔ [67]

---

[63] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور. باب عرض أعمال الأحياء على الموتى. ص257. دار المعرفة–لبنان. الطبعة: الأولى. 1417هـ 1996م)

[64] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور. باب عرض أعمال الأحياء على الموتى. ص257. دار المعرفة–لبنان. الطبعة: الأولى. 1417هـ 1996م)

[65] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور. باب عرض أعمال الأحياء على الموتى. ص258. دار المعرفة–لبنان. الطبعة: الأولى. 1417هـ 1996م)

[66] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور. باب عرض أعمال الأحياء على الموتى. ص259. دار المعرفة–لبنان. الطبعة: الأولى. 1417هـ 1996م)

[67] ایضاً

(۶)ابن حبان نے ابن عمر سے نقل کیا کہ جو شخص اپنے والد کے ساتھ صلہ رحمی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے والد کے دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آئے۔ (68)

(۷)ابو داؤد نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کیا اچھائی کر سکتا ہوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جو والدین کے حقوق سے تم پر باقی ہیں۔ ان کے حق میں دعا کرنا اور ان کے وعدوں کو پورا کرنا اور ان کے دوستوں کی تعظیم و تکریم کرنا اوران کے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنا۔ (69)

## روح کو اچھے مقام کے حصول میں روکاوٹ ڈالنے والے امور

(۱)ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا نفس اس کے فرض کی وجہ سے اس وقت تک لٹکا رہتا ہے جب تک کہ قرض کو ادا نہ کیا جائے۔ (70)

(۲)طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اس پر دَین(قرض) ہے؟ تو لوگوں نے کہا ہاں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے شخص پر میں نماز پڑھ کر کیا کروں جس کی روح قبر میں اس کے دَین (قرض) کے بدلے رہن (رہتی) ہے اور آسمان پر نہیں جاتی تو اگر کوئی شخص اس کے دَین کا ذمہ دار ہو جائے تب میرا اس پر نماز پڑھنا مفید ہو گا۔

(۳)طبرانی نے اوسط میں، بیہقی اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرما کر دریافت فرمایا کہ یہاں بنو فلاں کے لوگوں میں سے کوئی ہے اگر ہو تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے خاندان کے ایک شخص کو جنت کے دروازے پر اس لئے روک لیا گیا ہے کہ اس پر دَین تھا تو اگر تم چاہو تو اس کو فدیہ دے کر چھڑا لو اور اگر چاہو تو عذاب میں گرفتار رہنے دو۔

(۴)احمد و بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص وفات پا گیا اور اس پر دو دینار کا قرض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی نماز پڑھانے سے انکار کر دیا تو ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ذمہ داری لی تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر ایک دن بعد دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دو دینار ادا کر دیئے گئے ہیں تب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اس کو قبر میں ٹھنڈک حاصل ہوئی۔

(۵)احمد نے سعد اطول سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ ہمارے والد کا انتقال ہوا اور انہوں نے ترکہ میں تین سو درہم چھوڑے تو میں نے سوچا کہ یہ ان کے اہل وعیال پر خرچ کر دوں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ اپنے دَین (قرض) کی وجہ سے مقید ہیں اُن کا دَین(قرض) ادا کرو۔

---

68) ایضاً

69) ایضاً

70) مذکورہ 1 سے 5 تک احادیث مندرجہ ذیل حوالے پر موجود ہیں۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، باب ما یحبس الروح عن مقامها الكريم، ص259، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولی، 1417ھ 1996م)

**گبر بھشتی بن گیا)** حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پڑوس میں شمعون نامی ایک آتش پرست رہا کرتا تھا۔ جب وہ قریب المرگ ہوا تو لوگوں نے کہا اس کی خبر لیجئے آپ اس کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ آگ کے دھوئیں سے کالا پڑ گیا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا آتش پرستی چھوڑ دے اور مسلمان ہو جا شاید اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اس نے کہا یا حضرت میں مسلمان ہو جاؤں مگر تین امور مجھے اسلام سے روکے ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا تمہارے نزدیک بری ہے مگر اس کی تلاش میں رہتے ہیں، دوسرا یہ کہ تم موت کو برحق جانتے ہو لیکن اس کے لئے سامان نہیں کرتے، تیسرا یہ کہ تم کہتے ہو دیدارِ الٰہی حق ہے مگر دنیا میں اس کی مرضی کے خلاف کام کرتے ہو۔

امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ نشانیاں حق شناس لوگوں کی ہیں مگر یہ بتا کہ تو نے بت پرستی میں اوقات ضائع کر کے کیا کمایا۔ مومن اگر کچھ نہیں تو وحدانیت کے قائل تو ضرور ہیں تو نے ستر سال آگ کو برابر پوجا لیکن وہ تیرا لحاظ نہ کرے گی لیکن رب تعالیٰ کی قدرت ہے اگر وہ چاہے تو یہ آگ بالکل نہیں جلا سکتی۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ہاتھ آگ میں ڈال دیا آگ نے کچھ اثر نہ کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ بالکل محفوظ رہا۔ شمعون یہ حال دیکھ کر بیقرار ہو گیا اور نورِ اسلام نے اس کے دل کو منور کر دیا کہنے لگا ستر برس میں نے آتش پرستی کی اب چند لمحات کے لئے کیا کروں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مسلمان ہو جا اس نے کہا آپ اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر مسلمان ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ میرے سب گناہ معاف کر کے بخش دے گا۔

آپ نے لکھ دیا اس نے کہا اس پر بصرہ کے عادل لوگوں کی گواہی بھی کرایئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہیاں بھی کرا دیں۔ شمعون صدقِ دل سے کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا اے حسن بصری جب میں مر جاؤں تو تم ہی مجھے غسل دینا، قبر میں اتارنا اور یہ کاغذ میرے ہاتھ میں دے دینا تاکہ قیامت کے دن میرے اسلام کا ثبوت میرے پاس موجود ہو پھر کلمہ پڑھا اور فوت ہو گیا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے دفنا کر واپس لوٹے تو تمام رات نہ سو سکے ساری رات نماز میں مشغول رہے اور تَأَسُّف (رنج و غم) فرماتے رہے کہ میں نے بڑی غلطی کی کیونکہ میری ملکیت بھی میرے اپنے قبضہ اختیار میں نہیں ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں کس طرح مہر لگا دی۔ اسی فکر میں انہیں رات کے آخری حصے میں نیند آ گئی خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ شمعون سر پر تاجِ زر (پیسوں کا تاج) پہنے مرغزارِ جنت (جنت کے باغوں) میں محو خِرام ہے۔ آپ نے پوچھا شمعون تیرا کیا حال ہے۔ شمعون نے کہا آپ خود دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے گھر میں جگہ اور دیدار سے سرفراز فرمایا اب آپ اپنا خط واپس لے لیجئے کیونکہ اس کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی یہ کہہ کر اس نے خط آپ کو لوٹا دیا۔

جب حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بیدار ہوئے تو اس خط کو اپنے ہاتھ میں دیکھ کر فرمایا اے باری تعالیٰ تو کتنا بے نیاز ہے تیرے ہاں تو فضل ہی فضل ہے تیرے دروازہ پر حاضر ہونے والا کب محروم ہو سکتا ہے۔ ایک ستر سالہ مومن کو کب محرومِ اِلتفات (عنایت) کریگا اور اس کے لئے کیا کچھ نہ کریگا۔ [71]

**دوستانرا کجا کنی محروم　　توکم دشمنان نظر داری**

---

[71] (تذکرۃ الأولیاء ترجمۃ اثنین وتسعین ولیا من أولیاء اللہ الصالحین، ذکر الحسن البصري رحمہ اللہ ورضي اللہ عنہ، ص64، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2018م)

## فوائد

(۱)اولیاءِ کرام علیہم الرضوان اپنے دشمنوں سے مُرَوَّت (بہادری،لحاظ) اور رواداری سے کام لیتے ہیں اس کا نتیجہ خیر و بھلائی ہوتا ہے جیسے شمعون کے لئے ہوا۔

(۲)کراماتِ اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم حق ہے جیسے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آگ کا اثر نہ ہوا۔

(۳)اسلام ماضی کے جرائم یہاں تک کہ کفر و شرک کو دھوڈالتا ہے بلکہ جنت کا حقدار بنا دیتا ہے۔

(۴)اولیاءِ کرام علیہم الرضوان کے مراتب و کمالات بلند و بالا سہی لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں عجز و انکسار کا دامن نہیں چھوڑا۔

(۵)خواب میں ارواح موتیٰ کی زندوں سے ملاقات ہوتی ہے اس کے لئے فقیر کا ایک مستقل رسالہ ہے۔

(۶)اللہ کا خوف بھی اور رِجاء(اُمید) بھی لیکن رحمت پر امید کا دل پر غلبہ رہے۔

مزید واقعات فقیر کی تصنیف "اخبارِ اہل القبور" میں پڑھئے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۱۴۲۰ھ